سوال

(271) کیا عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورتوں کو بھی جمعہ کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جس طرح مردوں پر ضروری ہے کیا عورتیں بھی جمعہ کی نماز مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے سے اسی طرح گناہ گار ہوں گی، جس طرح مرد گناہ گار ہوتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں پر جمعہ کی نماز اسی طرح فرض ہے جس طرح مردوں پر۔ ان کا استدلال یہ ہے۔ کہ سورۃ جمعہ کی آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنوا الخ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں ہم نے ان کی خدمت میں مشکوٰۃ کی یہ دو حدیثیں پیش کیں:

(۱) عن طارق بن شہاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعة الّا علی أربعة عبدٍ مملوک اوِامرَأة او صَبیٍّ او مَرِیْضٍ (رواہ احمد)

(۲) عن جابر أن رسول اللہ قال: «من یومن باللّٰہِ والیوم الاخر فعلیه الجمعة ویوم الجمعة اِلا مریض أو مسافر أو امرأة أو صبی أو مملوک» (دار قطنی)

ان دونوں حدیثوں میں پہلی حدیث کے بارے میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ سند کے اعتبار سے طارق کی حدیث صحیح ہے، لیکن طارق صحابی نہیں ہیں، اور نہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل ایسی حجت نہیں ہے، جو عموم قرآن متواتر کی تخصیص کر سکے۔

حدیث جابر کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اس لیے ان دونوں حدیثوں سے عورتوں کو مستثنیٰ کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا عورتوں پر جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر پڑھنا فرض ہے۔ وہ مولوی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل ظاہر نے عبد مملوک پر جمعہ کو واجب ٹھہراتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ملاباری مولوی صاحب کا استدلال صحیح ہے یا غلط ہے اور ان حدیثوں کے بارے میں ان کی تنقید درست ہے یا نہیں، معلوم کرائیں، جمعہ کی نماز میں عورتوں کے شریک ہونے کو ہم جائز تو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی شرکت کی فرضیت تحقیق طلب ہے، ازراہ کرم صحیح مسئلہ کیا ہے اور سلف کا تعامل کیسا رہا ہے معلوم کرا کے ممنون فرما دیں۔

(والسلام سید عنایت اللہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے اور مذکورہ سوال کی حدیثیں قابل حجیت ہیں۔ طارق بن شہاب کی روایت بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ تلخیص الجبیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔

«الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة اِلا اربعة عبد أو امرأة أو صبیّ أو مریض» (ابو داؤد)

من حدیث طارق ابن شہاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحکم من حدیث طارق ھذا عن أبی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصححہ غیر واحد

اور اس کی تائید ابن خزیمہ کی حدیث سے ہوتی ہے، چنانچہ تلخیص کے اسی صفحہ پر ہے۔

وأخرجه ابن خزيمة من حديث ام عطية نهينا من اتباع الجنائز ولاجمعة علينا كذا أخرجه بهذا اللفظ وترجمه عليه اسقاط الجمعة عن النساء

لہذا یہ حدیثیں صحیح قرآن مجید کی مخصص ہو جائیں گی مالاباری مولوی صاحب کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور حدیث مذکورہ درایہ صفحہ ۱۳۲ میں بھی ہے۔ اس میں عن تمیم الداری رفعه الجمعة واجبة الخ اور عن ابن عمر رفعه الخ وعن جابر رفعه الخ اس حدیث کے چار صحابی ابو موسیٰ اور تمیم الداری اور ابن عمر اور حضرت جابر روایت کرنے والے ہیں۔ لہذا ارسال اور ضعف جاتا رہا۔ واللہ أعلم بالصواب (اہل حدیث دہلی جلد نمبر ۵ ش نمبر ۳۲)

وَوَرَدَعَلیہ دَامَت رحمۃ البَاری تَترِیٰ اِلیہ

هذا السّوالُ ولفظه ماقولكم رضى الله عنكم فى رجل يجهر بالقراءة فى المسجد حال تلاوته ويتأذى بجهره المصلون هل له أجر على جهره ام لا افتونا ماجورين فاجاب بقوله رضى الله عنه بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذى اصطفى وبعد فقد ورد عن ابى سعيد رضى الله عنه قال اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد فسمعهم يجهرون بالقرأة فكشف الستر وقال ألا كلكم مناج ربه فلا يؤذين بعضكم بعضا ولا يرفع بعضكم على بعض فى القرأة أو قال فى الصلاة اخرجه أبو داؤد قال المنذرى واخرجه النسائى وأقل السيد محمد بن إسماعيل الأمير و حديث لا يشغلن قارئكم مصليكم حديث غير صحيح إلا أنه قد ثبت معناه وذلك أنه صلى الله عليه وسلم صلى بعض الصلوة التى يجهر فيها بالقراءة فلما انصرف قال للذين خلفه هل تقرأون إذا جهرت فقال بعضهم ان لنصنع ذلك قال فلا تفعلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلوة لمن لم يقرأ بها أخرجه أبو داؤد والترمذى وغيرهما وهذا فى الجهرية وثبت فى السرية مثل ذلك وإذا نهى صلى الله عليه وسلم عن القرأة فى الصلوة لئلا يختلط على الإمام فالنهى عن القراءة لمن هو خارج الصلوة كالذى يدرس جهراً والناس يصلون ولو واحداً اولى وكل فعل منهى عنه فلا أجر فيه بل فيه الاثم فمن أراد بعلوا القراءة فى مسجد لا تزال الصلوة فيه فيجب عليه اسرار تلاوته والله أعلم انتهىٰ كلام السيد محمد بن اسمعيل الأمير بلفظ فإذا علمت هذا فاعلم انّ ما قيد به السيد يكون الناس يصلون ليس بقيدٍ فى الحقيقة ويدلك على ذلك الحديث المتقدم فى ابو داؤد عن أبى سعيدٍ وفيه اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعهم يجهرون بالقرأة الخ فإن فيه ايذاء الناسِ بالقرأة وهم فى الصلوة أو فى غيرها منهى عنه قال النووي فى شرح مسلم فى كتاب فضائل القرآن قوله سمع النبى صلى الله عليه وسلم رجلا يقرأ بالليل فقال يرحمه الله لقد اذكرنى كذا وكذا آية فى هذاه الألفاظ فوائد منها جواز رفع الصوب القرأة فى المسجد بالليل ولا كراهة فيه إذا لم يؤذ أحدًا ولا تعرض للرياء والاعجاب ونحوِ ذلك انتهىٰ وقال الحافظ ابن حجر فى فتح البارى فى باب رفع الصوتِ بالتكبير بعد ذكر حديث ابى موسیٰ كنا إذا اشرفنا على وادٍ هللنا وارتفعت أصواتنا الخ قال الحافظ قال الطبرى فيه كراهية رفع الصوت بالدعاء والذكر وبه قال عامة السلف من الصحابة والتابعين انتهىٰ فقد بأن الحق واتضح بما اوردناه من الأحاديث وكلام شراحه بان رفع الصوت بالقرأة إذا كان مما يتاذى به من فى المسجد سواء كانوا يصلون أو غير مصلين منهى عنه وقد ايّدنا ذلك بنام نقلناه عنه صلى الله عليه وسلم وبما اتفق عليه السلف من الصحابة والتابعين كما مر عن الطبرى والنووى ونقله الحافظ عن الطبيرى مرتضيا له والله أعلم وعلمه اتم واحكم وهو حسبنا ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم۔

(نور العین فتاویٰ شیخ حسین ص ۹۷)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 02

محدث فتویٰ